روزنامہ الفضل ربوہ

فون: ۴۴۹

رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴

ایڈیٹر: نسیم سیفی

جلد ۷۴/۳۹ | اتوار ۲۳ رمضان المبارک ۱۴۰۹ھ - ۳۰ شہادت ۱۳۶۸ ہش - ۳۰ اپریل ۱۹۸۹ء | نمبر ۹۹

Digitized by Khilafat Library Rabwah

# اِرشاداتِ عالیہ سیّدنا حضرت اقدس بانیٔ سلسلۂ عالیہ احمدیہ

"کون ہے جو اپنی معرفت اور علم پر کامل بھروسہ کر کے ٹھہر جاوے اور آئندہ ترقی کی ضرورت نہ سمجھے جوں جوں انسان اپنے علم اور معرفت میں ترقی کرے گا۔ اُسے معلوم ہوتا جاوے گا کہ ابھی بہت سی باتیں حل طلب باقی ہیں۔ بعض امور کو وہ ابتدائی نگاہ میں (اس بچے کی طرح جو اقلیدس کے اشکال کو محض بیہودہ سمجھتا ہے) بالکل بیہودہ سمجھتے تھے لیکن آخر وہی امور صداقت کی صورت میں اُن کو نظر آئے اس لئے کس قدر ضروری ہے کہ اپنی حیثیت کو بدلنے کے ساتھ ہی علم کو بڑھانے کے لئے ہر بات کی تکمیل کی جاوے۔"

(ملفوظات جلد سوم صفحہ ۱۹۳)

"اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے۔ لیکن جس کو تفرقہ اور ابتلا نہیں آتا ان کا حال دیکھو کہ کیسا ہوتا ہے وہ بالکل دنیا اور اس کی خواہشوں میں منہمک ہو گئے ہیں۔ ان کا سر اوپر کی طرف نہیں اٹھتا خدا تعالیٰ کا ان کو بھول کر بھی خیال نہیں آتا۔ یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے اعلیٰ درجہ کی خوبیوں کو ضائع کر دیا اور بجائے اس کے ادنیٰ درجہ کی باتیں حاصل کیں۔ کیونکہ ایمان اور عرفان کی ترقی اُن کے لئے وہ راحت اور اطمینان کے سامان پیدا کرتے جو کسی مال و دولت اور دنیا کی لذت میں نہیں ہیں۔ مگر افسوس کہ وہ ایک بچہ کی طرح آگ کے انگارہ پر خوش ہو جاتے ہیں اور اس کی سوزش اور نقصان رسانی سے آگاہ نہیں۔ لیکن جن پر اللہ تعالیٰ کا فضل ہوتا ہے اور جن کو ایمان اور یقین کی دولت سے مالا مال کرتا ہے اُن پر ابتلاء آتا ہے۔ جو کہتے ہیں کہ ہم پر کوئی ابتلاء نہیں آیا وہ بدقسمت ہیں وہ ناز و نعمت میں رہ کر بہائم کی زندگی بسر کرتے ہیں۔ ان کی زبان ہے مگر وہ حق بول نہیں سکتی۔ خدا کی حمد و ثنا اس پر جاری نہیں ہوتی بلکہ وہ صرف فسق و فجور کی باتیں کرنے کے لئے اور مزہ چکھنے کے واسطے ہے۔ اُن کی آنکھیں ہیں مگر وہ قدرت کا نظارہ نہیں دیکھ سکتیں بلکہ وہ بدکاری کے لئے ہیں۔ پھر ان کو خوشی اور راحت کہاں سے میسّر آتی ہے یہ مت سمجھو کہ جس کو ہمّ و غم پہنچتا ہے وہ بدقسمت ہے۔ نہیں۔ خدا اس کو پیار کرتا ہے۔ جیسے مرہم لگانے سے پہلے چیرنا اور جرّاحی کا عمل ضروری ہے غرض یہ انسانی فطرت میں ایک امر واقع شدہ ہے جس سے اللہ تعالیٰ یہ ثابت کرتا ہے کہ دنیا کی حقیقت کیا ہے۔ اور اس میں کیا کیا بلائیں اور حوادث آتے ہیں۔ ابتلاؤں میں ہی دعاؤں کے عجیب و غریب خواص اور اثر ظاہر ہوتے ہیں اور سچ تو یہ ہے کہ ہمارا خدا دعاؤں ہی سے پہچانا جاتا ہے۔"

(ملفوظات جلد سوم صفحہ ۲۰۱-۲۰۲)

"کبھی ایسا اتفاق ہوتا ہے کہ ایک طالب نہایت رقّت اور درد کے ساتھ دعائیں کرتا ہے مگر وہ دیکھتا ہے کہ دعاؤں کے نتائج میں ایک تاخیر اور توقف واقع ہوتا ہے اس کا سِر کیا ہے؟ اس میں یہ نکتہ یاد رکھنے کے قابل ہے کہ اوّل تو جس قدر امور دنیا میں ہوتے ہیں اُن میں ایک قسم کی تدریج پائی جاتی ہے۔ دیکھو ایک بچہ کو انسان بننے کے لئے کس قدر مرحلے اور منازل طے کرنے پڑتے ہیں۔ ایک بیج کا درخت بننے کے لئے کس قدر توقف ہوتا ہے۔ اسی طرح پر اللہ تعالیٰ کے امور کا نفاذ بھی تدریجاً ہوتا ہے۔"

(ملفوظات جلد سوم صفحہ ۲۰۳)

## اخبار احمدیہ

ربوہ ۲۸ اپریل۔ آج یہاں بیت الاقصیٰ میں نماز جمعہ محترم مولانا سلطان محمود انور صاحب ناظر اصلاح وارشاد نے پڑھائی اور نماز سے قبل خطبہ جمعہ ارشاد فرماتے ہوئے مولانا نے سیدنا حضرت مرزا طاہر احمد صاحب امام جماعت احمدیہ کے خطبہ جمعہ فرمودہ ۲۱ اپریل ۱۹۸۹ء کا خلاصہ پڑھ کر سنایا۔

خطبہ ثانیہ میں مولانا موصوف نے رمضان المبارک کی اہمیت اس میں خصوصی طور پر دعائیں کرنے، عبادات کرنے اور ذکر الٰہی میں وقت گزارنے کی طرف توجہ دلائی۔ انہوں نے کہا کہ احمدیت کی دوسری صدی کا یہ پہلا رمضان المبارک ہے اس لئے اس رمضان کی خصوصی حیثیت ہے۔ احباب کرام کو چاہیئے کہ اس حیثیت کا خاص خیال رکھیں اور اس بابرکت مہینے میں خاص دعائیں کریں۔

انہوں نے محترم ملک سیف الرحمٰن صاحب محترم مولانا محمد احمد جلیل صاحب اور محترم مولانا غلام باری سیف صاحب کی صحت کے بارے میں خصوصی دعاؤں کی تحریک کی۔ ملک سیف الرحمٰن صاحب مفتی سلسلہ امریکہ میں مقیم ہیں۔ مولانا جلیل صاحب کا پراسٹیٹ کا اپریشن ہونے والا ہے جبکہ مولانا غلام باری سیف صاحب نے حال ہی میں دل کا بائی پاس آپریشن کروایا ہے ـــ گو ان کی عمومی طبیعت اچھی ہے۔ لیکن آپریشن کے مابعد اثرات کی وجہ سے ابھی کمزوری باقی ہے۔

مولانا موصوف نے بعد ازاں احباب کو خصوصی طور پر اسیرانِ راہ مولیٰ کے لئے دعاؤں کی تحریک کی۔ اور رمضان المبارک میں ان بھائیوں کی رہائی اور ان کی مشکلات کا طویل دور ختم ہونے کے لئے دعاؤں کی طرف متوجہ کیا۔

مولانا نے احباب کو بیت الذکر کے آداب کی طرف بھی متوجہ کیا اور صفیں سیدھی رکھنے، بیت الذکر میں دنیاوی باتوں سے اجتناب کرنے اور عبادات اور ذکرِ الٰہی کا ماحول برقرار رکھنے کی طرف توجہ دلائی۔

رمضان المبارک کی وجہ سے بیت الاقصیٰ میں احباب کی حاضری غیر معمولی تھی۔ خواتین کے لئے بھی معمول سے کہیں زیادہ بڑا انتظام کیا گیا تھا۔ وسیع و عریض بیت الاقصیٰ اپنی وسعت میں کم پڑتی محسوس ہو رہی تھی۔

---

اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے خاکسار کے بھانجے شاہد خورشید۔ راولپنڈی کو ۸۹/۴/۹ کو ایک بیٹے سے نوازا ہے۔ نومولود مکرم شیخ خورشید احمد صاحب سابق نائب مدیر الفضل اور امۃ اللطیف صاحبہ سابق مدیرہ مصباح کا پوتا اور مکرم سعید احمد خان صاحب کا نواسہ ہے۔ اللہ تعالیٰ حسناتِ دارین سے نوازے۔

عبد الباسط شاہد

اپنے اموال کو بے دریغ خدا کی راہ میں خرچ کر کے اس سے بے انتہا فضل حاصل کریں۔

(ناظر مال)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

روزنامہ الفضل ربوہ
پبلشر: مسعود احمد پرنٹر: قاضی منیر احمد
مطبع: ضیاء الاسلام پریس ربوہ مقام اشاعت: دارالنصر غربی ربوہ
قیمت: ایک روپیہ پچاس پیسے

۳۰ شہادت ۱۳۶۸ہش ۳۰ اپریل ۱۹۸۹ء

# علم و عرفان میں ترقی

کیا ہم میں سے ہر شخص یہ محسوس کرتا ہے کہ ہم علم اور عرفان میں لمحہ بہ لمحہ آگے بڑھ رہے ہیں اور جو کچھ ہم کل تھے اس سے آج بہتر ہیں اگر ایسا ہے تو اللہ تعالےٰ کا شکر ادا کریں کہ صحیح سمت میں چل رہے ہیں۔ کچھ کھو نہیں رہے بلکہ پا رہے ہیں اور حصول مقصد کی منزل سے قریب تر ہو رہے ہیں۔ بعض اوقات دوست کہہ دیتے ہیں کہ اللہ کا شکر ہے کہ حضرت بانی سلسلہ عالیہ کی بیعت کا شرف حاصل ہو گیا۔ اور ہمیں کیا چاہیئے۔ پہلی بات تو صد فی صد درست ہے لیکن دوسری بات محلِ نظر ہے۔ ہمیں اور بہت کچھ چاہیئے۔ حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ خود فرماتے ہیں کہ جس طرح شاگرد استاد سے فائدہ حاصل کرتا ہے اسی طرح مرید مرشد سے مستفید ہوتا ہے شاگرد اگر استاد سے تعلق تو رکھے لیکن اپنے علم میں اضافہ نہ کرے تو یہ تعلق بے فائدہ ہے۔ اسی طرح اگر مرید مرشد سے ہمہ وقت فائدہ نہ حاصل کرتا رہے۔ یعنی علم و عرفان میں ترقی نہ کرتا رہے تو مرشد سے مرید کا تعلق ایک چھلکا تو ہو سکتا ہے مغز نہیں اور چھلکا حاصل کر کے یہ کہہ دینا کہ اور ہمیں کیا چاہیئے کسی طرح بھی درست نہیں۔ بیعت کر لینا ایک مقام پر پہنچنے کی نشان دہی تو کرتا ہے لیکن حضور اقدس تو فرماتے ہیں کہ طالب حق کو ایک مقام پر پہنچ کر ٹھہرنا نہیں چاہیئے۔

پس ہمارا فرض ہے کہ ہر لمحہ اپنے علم میں اضافہ کرنے کی کوشش کریں اور اپنی معرفت کو آگے سے آگے لے جائیں۔ ان دونوں باتوں کے حصول کے لئے اہم ترین۔ اور شائد سہل ترین بھی۔ ذریعہ ہے قرآن مجید کا مطالعہ۔ مطالب و مفاہیم کا سمجھنا اور ہر لحظہ اسے پیشِ نظر رکھتے ہوئے اس پر عمل کرنا۔ انسانی زندگی کا کوئی پہلو ایسا نہیں ہے جس میں قرآن کریم سے رہنمائی نہ مل سکے اور قرآن کریم کی کوئی رہنمائی ایسی نہیں ہے جس سے بہتر رہنمائی کہیں اور مل سکتی ہو۔

اب تو رمضان کے تھوڑے ہی دن باقی رہ گئے ہیں۔ اور جس طرح کسی کام کے اختتام کے قریب زیادہ زور لگایا جاتا ہے اسی طرح ان ایام میں بھی قرآنی تعلیمات کو پورے زور سے اپنے اوپر وارد کرنے کی کوشش بہتر نتائج پیدا کر سکتی ہے۔

خود بخود دل میں نہ پیدا ہو اگر پیار کی بات
کون کرتا ہے کسی کے لب و رخسار کی بات

جس پہ ہم مرتے ہیں رہتا ہے قریبِ رگِ جاں
اس کے ہوتے ہوئے کس طرح ہو اغیار کی بات

۔۔۔۔۔۔ ابو الاقبال

بزمِ ہستی میں نہ کیا کیا ہوگا
جب ترے حُسن کا چرچا ہوگا

روشنی دِل کی نہ دیکھی جس نے
وہ مرا کیسے شناسا ہوگا

ڈھونڈتا ہوں مَیں خلاؤں میں تجھے
مجھ سا پاگل بھی کوئی کیا ہوگا

ہم میں دیکھے جو نشاں عظمت کے
کچھ وہی دیدۂ بینا ہوگا

جس دھند لکے کی نہ حد ہے نہ فصیل
وہ مرا شہرِ تمنّا ہوگا

آرزو آئی لبِ حامدؔ پر
آج اِک طرفہ تماشا ہوگا

۔۔۔۔۔ حامد برگی ۔۔۔۔۔

# غزل

ہر لمحہ دِل سوگ منائے
عشق بھی کیا کیا روگ لگائے

نفرت کی اس دھوپ میں یارو
پیار کے گہرے بادل چھائے

مانگو اُس سے، اس کے دَر سے
کوئی نہ خالی جھولی جائے

دل کا مندر سُونا سُونا
آ کر کوئی دیپ جلائے

ایسی آگ لگی ہے مَن میں
چارہ گر بھی جان نہ پائے

پردیسی کا اللہ حافظ
منزل منزل لوگ پرائے

جانے والے لوٹ کہ ہم کو
برسوں بیتے آس لگائے

طارقؔ منزل دور بہت ہے
جلدی چل دن ڈھلتا جائے

۔۔۔۔۔ طارق محمود سدھو۔ ربوہ)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

عبدالرب انور محمود خان ایم ایس سی - ایم بی اے - لاس اینجلس امریکہ

# حضرت مولانا عبدالمالک خان صاحب

دستِ عزرائیل میں مخفی ہیں سب رازِ حیات
موت کے پیالوں میں بٹتی ہے شرابِ زندگی

قسط نمبر ۱

## یادِ رفتگان

ڈاکٹر صاحب!

آپ یہ دعا کریں کہ جب میرا آخری وقت ہو اور میں زندگی کا آخری سانس لے رہا ہوں تو اس وقت میں سلسلہ کی کوئی خدمت بجا لا رہا ہوں یہ میری شدید خواہش ہے۔

یہ وہ الفاظ ہیں جو حضرت ابا جان نے محترم ڈاکٹر حمید الرحمان صاحب (جو کہ امریکہ میں دورانِ بیماری آپ کے معالج رہے) کو مخاطب کر کے دورانِ علاج فرمائے۔ خدا تعالیٰ نے آپ کی اس نیک خواہش کو کیا خوب پورا فرمایا کہ جب یہ مردِ مجاہد داعی الی اللہ کی حیثیت سے سفر پر روانہ ہوا۔ اور جماعت قصور کے احباب نماز جمعہ میں خطیب کے منتظر تھے اور خطیب ایسا خوش نصیب نکلا کہ خدا تعالیٰ نے اس کو اس کی خواہش کے عین مطابق اسی سفر میں اپنے پاس بلا لیا

خاکسار کے لئے یہ قطعی ناممکن ہے کہ چند سطور میں حضرت ابا جان کے بارے میں اپنے حقیقی جذبات کو ضبط تحریر کر سکوں اور نہ ہی یہ حروف حضرت ابا جان کی ذات کی اصل تصویر پیش کر سکتے ہیں اصل حقیقت یہی ہے۔

مجھ میں کیا طاقت کروں اوصاف میں ان کے بیان
ہے قلم ساکت سکونِ قلب ہے سیماب وار

چونکہ حضرت ابا جان کی ذات تمام جماعت کے لئے وقف و قربانی۔ زہد و تقویٰ اطاعت امام۔ عزتِ نفس۔ عاجزی اور خاکساری کی ایک عمدہ مثال کا ایک حسین شاہکار تھی اس لئے افادہ عام کے لئے آپ کی زندگی کے کچھ حالات اور چند پہلو ازدیادِ ایمان اور تحدیثِ نعمت کے طور پر پیش خدمت ہیں۔

حضرت ابا جان ہندوستان کے ایک نہایت معزز خاندان کے چشم و چراغ تھے اس خاندان کی برصغیر ہند و پاک میں ہمیشہ عزت کی جاتی تھی اور کی جاتی ہے آج بھی پاکستان میں ہر سال ۴ رجنوری کو یوم جوہر بڑی شان سے منایا جاتا ہے۔ آپ کے والد بزرگوار حضرت مولانا ذوالفقار علی خان گوہرؔ اپنے گھر میں سب سے بڑے لڑکے تھے دو بھائی تو نوعمری میں فوت ہو گئے اور دیگر دو بھائی "علی برادران" کے نام سے موسوم ہوئے اور تحریکِ خلافت کے بانیان کہلاتے ہیں۔ لیکن ان تمام برادران میں سے نعمت احمدیت صرف حضرت مولانا ذوالفقار علی خان گوہر کے حصے میں آئی ہے ایک دفعہ ایک کانگریسی لیڈر نے آپ سے پوچھا کہ آپ کے چھوٹے بھائیوں محمد علی جوہر اور شوکت علی نے تو وطن کی آزادی کے لئے جدوجہد کی آپ نے ایسا کیوں نہ کیا۔ اس پر آپ نے فرمایا کہ میں بڑا بھائی ہوں اس لئے میں نے بڑا کام اپنے ذمہ لیا ہے۔ انہوں نے پوچھا کون سا؟ فرمایا

"ساری دنیا شیطان کی غلامی میں پھنسی ہے اور ساری دنیا کو اس کی غلامی سے آزاد کرانا ہندوستان کی آزادی سے بڑا کام ہے اس لئے میں اس تحریک میں شامل ہوں اور اس کا سپاہی ہوں جس تحریک کا یہی مقصد ہے یعنی تحریک احمدیت"۔

چنانچہ دادا جان نے ساری دنیا کے جاہ و جلال کو خیر باد کہہ کر حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کا دامن تھاما اور ۱۹۰۰ء میں حضور اقدس کی مایہ ناز تصنیف ازالہ اوہام کے مطالعہ سے متاثر ہو کر حضور کو ایک خط لکھا جس کا مفہوم یہ تھا کہ خاکسار اپنے آپ کو اس قابل نہیں پاتا کہ آپ کی پاک جماعت میں شامل ہو سکوں اس غرض کے لئے حضور سے عاجزانہ دعا کا ملتجی ہوں۔

اس خط کے جواب میں سیدنا حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ نے فرمایا آپ کی بیعت قبول ہوئی اللہ تعالیٰ آپ کو استقامت عطا فرمائے۔

اس طور پر ہمارا خاندان احمدیت سے روشناس ہوا۔ ہماری دادی جان حضرت کلثوم کبریٰ کو بھی حضور کی بیعت کا شرف حاصل ہوا۔

حضرت دادی جان کے بطن سے تین بچے پیدا ہوئے سب سے بڑے ہمارے تایا پروفیسر حبیب اللہ خان صاحب ربوہ۔ اس کے بعد ہماری پھوپھی محترمہ زبیدہ بیگم صاحبہ اہلیہ حکیم خلیل احمد صاحب مونگھیری ناظم تعلیم و تربیت قادیان اور سب سے چھوٹے حضرت ابا جان تھے۔ آپ ۲۵ رنومبر ۱۹۱۱ء بمقام رام پور میں پیدا ہوئے ابھی چند سال کے ہی تھے جب دادی جان انہیں اپنے ہمراہ حضرت فضل عمر کے پاس بغرض ملاقات لے گئیں اور عرض کی "حضور میرا یہ چھوٹا بیٹا ہے اور مجھے بہت عزیز ہے میں اسے وقف کرنا چاہتی ہوں۔ آپ دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ اس کو توفیق عطا فرمائے"۔

اس طور پر آپ کی پرورش کی بنیادی اینٹ ہی مستقبل کی نیک خواہشات اور وقف زندگی کے عظیم تصور پر رکھی گئی۔

حضرت ابا جان نے مدرسہ احمدیہ قادیان میں تعلیم حاصل کی اس کے بعد پنجاب یونیورسٹی سے مولوی فاضل کا امتحان ۱۹۳۲ء میں پاس کیا اور علم منطق میں نمایاں نمبر اور خصوصیت حاصل کی۔ آپ کی خوش نصیبی تھی کہ سیدنا حضرت مرزا ناصر احمد صاحب ........ بھی آپ کے بچپن کے ساتھیوں اور دوستوں میں سے تھے۔ چنانچہ فٹ بال ہاکی اور میرو ڈبہ تینوں میں خوب مہارت حاصل تھی ہاکی کے ٹیم کیپٹن اور میرو ڈبہ کے چیمپئن رہے۔ قادیان کے قریب کے تالابوں میں تیراکی سیکھی۔ ابا جان کو تعلیم سے خاص دلچسپی تھی اور خوب حافظہ پایا تھا بے شمار احادیث عربی نظمیں اور منطق کے دقیق اصول و قوانین ازبر یاد تھے۔ اکثر ہوسٹل میں باہر سے اپنا کمرہ بند کر کے مصروفِ مطالعہ رہتے تاکہ دوسرے طلباء آپ کو کھیل کی طرف راغب نہ کر سکیں۔ حضرت مرزا ناصر احمد صاحب کو اس راز کا علم تھا اور وہ کبھی کبھی کسی خصوصی میچ کی دعوت دینے تشریف لاتے تھے۔ اور حضرت ابا جان ہر مرتبہ اپنے مشفق دوست کے کہنے پر میچ کھیلنے چلے جاتے تھے۔

مولوی فاضل کا امتحان پاس کرنے کے بعد آپ کو ایک نہایت اعلیٰ ملازمت بحیثیت نائب ناظم تعلیمات حکومت پنجاب مولانا محمد علی جوہر مرحوم کی سفارش پر مل گئی اور اس زمانے میں آپ کی تنخواہ ۱۱۰ روپے ماہوار مقرر ہوئی جو کہ درجہ اولیٰ کے افسران (جو کہ سول سروس میں منتخب کئے جاتے ہیں) کو ملا کرتی تھی اس ملازمت کے شروع ہونے پر حضرت ابا جان نے اپنے والد بزرگوار کو خط لکھا اور اس میں اپنی نمایاں کامیابی اور نئے کام کی اطلاع دی اس پر حضرت دادا جان نے جواباً تحریر فرمایا:۔

"میں نے اپنے سب بچوں کو
اس لئے نہیں پڑھایا کہ وہ
دنیا کمائیں کسی ایک کو دین بھی
کمانا چاہیئے" نیز آخر میں لکھا

"جن پر تکیہ تھا وہی پتے ہوا دینے لگے"۔

حضرت ابا جان نے یہ خط وصول ہوتے ہی یہ فیصلہ کر لیا کہ زندگی وقف کرنی ہے چنانچہ اگلے یوم ہی اپنی ملازمت پر پہنچ کر استعفیٰ دے دیا وہاں کے افسران نے بہت سمجھایا اور یہ خیال کیا کہ جوانی کا عالم ہے اس لئے کہیں لاابالی فیصلہ نہ کر لیا ہو مگر ابا جان نے نہایت سوچ سمجھ کر راہِ خدا اپنے لئے تجویز کی اور اپنے افسر کو جواب دیا کہ میں نے اپنے والد کو ہمیشہ تہجد پڑھتے دیکھا ہے اور انہوں نے مجھ سے ایک خواہش کی ہے اور میں اس کا احترام کرنا چاہتا ہوں تاکہ میں ان کی شبانہ ادعیہ کا وارث بن سکوں۔ چنانچہ اس فیصلہ کے مطابق آپ نے ۱۱۰ روپے ماہوار کی نوکری کو لات مار کر قادیان واپس آکر مربیان کلاس میں شمولیت اختیار کی اور ۱۹۳۵ء میں دنیاوی مناصب کو دھتکار کر ۵ روپے ماہوار پر خدا تعالیٰ کے سلسلہ کی نوکری قبول کر لی۔ اور اس بات پر فخر کیا کہ اصل عزت وہی ہے جو خدا تعالیٰ کی طرف سے عطا ہوتی ہے سب سے پہلے آپ یوپی کے علاقہ میں ہی بطور مربی مقرر ہوئے اور آپ کا صدر مقام لکھنؤ قرار پایا۔ ۱۹۳۸ء میں آپ کی شادی محترم محمد لیسین خان صاحب کی صاحبزادی محترمہ سردار سلطانہ صاحبہ کے ساتھ عمل میں آئی۔ اس شادی کی بنیاد حضرت لیسین خان صاحب کا رویا تھا جس میں اس رشتہ کی بابت واضح

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اشارہ حضرت نانا جان کو ہوا۔

ازدواجی زندگی کا آغاز ۲۷ سال کی عمر میں ہوا اور عین انہی ایام میں ایسے حالات پیدا ہوئے کہ عرصہ ۶ ماہ تک مربیان کے مشاہرے بند ہو گئے یہ دور مالی اعتبار سے بہت مشکل تھا۔ نئی نویلی دلہن بیاہ کر لائے ہیں اور عالم یہ ہے کہ دونوں میاں بیوی ایک پتھر کی سل کے گرد بیٹھ کر چٹنی سے روٹی کھاتے اور محترمہ امی جان کے بیان کے مطابق ہفتہ میں ایک یا دو بار آگ جلتی تھی تاکہ آٹھ دن کی روٹیاں اکٹھی پک جائیں۔ ان ایام میں آفرین ہے اس پاک جوڑے پر کہ انتہائی صبرو استقلال کے ساتھ انتہائی خاموشی سے یہ وقت گزارا اور کسی کے آگے دستِ سوال دراز نہ کیا۔ بلکہ ان حالات کو خاکسار تو تکالیف کا دور لکھ رہا ہے مگر حضرت ابا جان نے تو ہمیشہ یہ فرمایا کہ یہ تجربات ایک واقفِ زندگی کے ایمان کی پختگی کا باعث ہوتے ہیں۔

ابھی عملی دور کا آغاز ہوا ہی تھا کہ ایک دفعہ کچھ دقیق دینی مسائل کے بارے میں حضرت فضل عمر سے استفسار کیں اور اپنی کم علمی کے نتیجہ میں کچھ جھجک کا مظاہرہ کیا اس پر حضور اقدس نے آپ کو یہ ارشاد فرمایا کہ آپ فوری طور پر یوپی اور دیوبند اور ندوۃ العلماء کے تمام اکابر علماء کو دینِ حق (ا) کی دعوتِ الی اللہ کی مہم شروع کریں اور کوئی ایسا عالم دین نہ ہو جس کو آپ نے پیغامِ حق نہ پہنچایا ہو۔ حضرت ابا جان فرماتے تھے کہ اس وقت کے چوٹی کے تمام علماء سے خوب ہی مذاکرات ہوئے طویل مناظرات اور مباحثات کے بے شمار مواقع ملے آفرین ہے سیدنا حضرت فضل عمر کے اس نہایت خوبصورت طریق تربیت پر کہ خود جوابات دینے کے بجائے ٹھیٹھ علمی ماحول کی مخالفانہ چالبازیوں کے مقابلہ میں براہ راست ٹکر لینے کے لئے بھیج دیا اور ساتھ ہی آپ کے لئے سلسلۂ دعا بھی شروع کیا۔ اس حسین امتزاجِ دعا اور دوا کا نتیجہ یہ نکلا کہ حضرت ابا جان کے علم میں بے حد اضافہ کے ساتھ ساتھ آپ کو فنِ گفتگو میں خوب مہارت حاصل ہو گئی اور اس میدان میں اگر ایک زمانے یہ عالم تھا کہ ایک مرتبہ کسی سائل کو خاطر خواہ جواب نہ دے سکے تو اس قدر پریشان ہوئے کہ ساری رات دعا میں صرف کر دی اور حضرت فضل عمر کی اس تربیت کا یہ اثر ہوا کہ دعوت الی اللہ کے میدان میں ایسی جرأت خود اعتمادی اور حضرت بانی سلسلہ کی کتب مقدسہ کے طفیل ایک لطیف علم کلام اور فصاحت عطا ہو گئی کہ ہر محفل میں آپ ایک خاص اثر چھوڑ دیتے تھے اور آپ سلسلہ عالیہ احمدیہ کے وہ شعلہ بیان مقرر ثابت ہوئے جن کی پیاری اور سحر کن آواز آج بھی ہم ہزاروں احمدیوں کے کانوں میں گونج رہی ہے پیارے آقا سیدنا حضرت مرزا طاہر احمد صاحب ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے بھی خاکسار کی والدہ صاحبہ سے تعزیت کرتے ہوئے یہ فرمایا کہ حضرت مولانا صاحب موصوف کو گفتگو کا خوب ملکہ تھا بالخصوص نوجوانوں اور طلباء کو خوب متاثر فرماتے تھے۔

اصل حقیقت یہی ہے کہ سیدنا حضرت بانی سلسلہ کی کتب سے حضرت ابا جان کو بے حد عشق تھا بے شمار تحریرات زبانی یاد تھیں۔ اس لطیف علم کلام، تفاسیر القرآن کے گہرے مطالعہ تین خلفاء کی معیتِ خاص اور حضرت فضل عمر کی براہِ راست تربیت نے ابا جان کی خداداد صلاحیتوں کو خوب ہی چار چاند لگائے آپ کی طرز گفتگو میں خوب ہی تاثیر خدا تعالیٰ نے رکھ دی۔ مکرم محمد شفیع خانصاحب نجیب آبادی نے اپنی ایک نظم میں لکھا۔

"ہلکا ہلکا سا تبسم درمیانِ گفتگو
آپ کر لیتے ہیں جس سے ہر مخالف کو شکار"

ان ایام میں یوپی کے تمام علاقوں میں آپ نے ان گنت مناظرے اور تقاریر کیں۔ بازاروں میں گلیوں میں کوچوں میں بیت الذکر میں گھریلو محفلوں میں تقریباً ہر ہر جگہ پیغام حق خوب خوب پہنچایا آپ کو دعوتِ الی اللہ کا شوق انتہائی حد تک تھا چنانچہ کسی جگہ ہوں کسی نہ کسی بہانے سے پیغام احمدیت پہنچانے کی کوئی نہ کوئی راہ ضرور نکال لیتے تھے انہی ایام میں حضرت فضل عمر کی قبولیت دعا کا ایک زندہ نشان ظاہر ہوا جو یقیناً قارئین کے ازدیادِ ایمان کا باعث ہوگا۔

۱۹۳۹ء میں خاکسار کی والدہ محترمہ ایک دفعہ سخت بیمار ہو گئیں اور غلط علاج کے نتیجے میں ان کو تیز بخار ہو گیا اور اس قدر حالت نازک ہو گئی کہ بخار ۱۰۶ درجہ تک پہنچ گیا جہاں زندگی موت سے ٹکراتی ہے اور مریض کا اس حالت میں زندہ رہنا ناممکن ہو جاتا ہے۔ حضرت ابا جان نے اس صورت حال کی بناء پر سیدنا حضرت فضل عمر کی خدمت میں دعا کے واسطے تار دیا لیکن فرق نہ پڑا گھبرا کر ایک اور تار دیا مگر صورت حال میں کوئی افاقہ نہ ہوا اس وقت حضرت ابا جان ایک نرس کو امی جان کے پاس مقرر کر کے خود فیروز پور سے قادیان چلے گئے تاکہ حضور اقدس کی خدمت میں خود حاضر ہو کر دعا کی درخواست کریں۔ حضرت ابا جان تیزی سے حضور سے ملاقات کے لئے جا رہے تھے کہ اس عجلت میں آپ کا پیر یا گھٹنا تو قصرِ خلافت کے دروازے سے لگا۔ حضور باہر دالان میں بیٹھے بیٹھے حضور نے فرمایا کون ہے اس پر حضرت ابا جان نے فرمایا عبدالمالک حضور نے دروازہ کھول دیا اور اندر ڈرائنگ روم میں حضرت ابا جان کو لے کر چلے گئے اور ان سے اس طرح آنے کی غرض معلوم کی۔ حضرت ابا جان نے سارا ماجرا سنا دیا اور امی جان کی بیماری کی تفصیل کے ساتھ ساتھ یہ بھی عرض کی کہ حضور کی خدمت میں دو تار دیئے تھے جواب نہ ملنے کی صورت میں ناچار خود حاضر ہو گیا ہوں۔ اس پر حضور نے فرمایا میں نے جواب بھجوائے تھے دفتر والوں کی اس میں غلطی ہے کہ وہ آپ کو اب تک نہ ملے۔ حضرت ابا جان جو کہ خلفائے سلسلہ کے سامنے ادب کی صورت بنے رہتے تھے جرأت کے ساتھ کھڑے ہو کر حضور کے بازو کو پکڑ کر عاجزانہ درخواست دعا کی اور یہ عرض کی کہ حضور اسی لمحہ دعا فرما دیں۔ حضور نے زیر لب دعا کی اور چند لمحات کے بعد ابا جان کے بازو پر ہاتھ مار کر فرمایا۔ "مولوی صاحب اب آپ کی بیوی کو بخار نہیں ہوگا"۔ حضرت ابا جان کو اس بشارت کے سنتے ہی بے حد خوشی ہوئی اور واپس تیزی سے روانہ ہونے لگے تو حضرت حافظ سید مختار احمد صاحب مختار شاہجہانپوری (جو حضور کے ہمراہ بیٹھے تھے) نے حضرت ابا جان کو روک لیا اور فرمایا میاں تم نے اس وقت ٹائم دیکھا تھا جب حضور نے یہ فقرات فرمائے تھے ابا جان نے عرض کی نہیں اس پر انہوں نے فرمایا میں نے وقت دیکھا تھا جب یہ بشارت آپ کو ملی تھی اس وقت پونے دس بجے تھے آپ واپس جائیں اور آپ کو یہ معلوم کر کے خوشی ہوگی کہ آپ کی بیوی کا بخار ٹھیک پونے دس بجے نارمل ہو گیا ہوگا۔

چنانچہ حضرت ابا جان واپس فیروز پور آئے اور سیدھے امی جان کے پاس جانے کی بجائے اس ہسپتال کی لیڈی ڈاکٹر کے پاس گئے اور اس موقعہ کو بھی اس مردِ خدا نے دعوۃ الی اللہ کا ذریعہ بنا لیا۔ اس ڈاکٹر کو مخاطب کر کے فرمایا کہ آپ میری بیوی کو رخصت دے دیں اس نے کہا کہ آپ کو علم ہے کہ آپ کی بیوی سخت بیمار ہیں تیز بخار ہے اس حالت میں رخصت ناممکن ہے۔ اس پر ابا جان نے فرمایا کہ بائبل میں لکھا ہے کہ اگر مسیح کے ماننے والوں میں رتی برابر ایمان ہو تو وہ اگر پہاڑوں کو کہیں کہ وہ اپنی جگہ سے ہل جائیں تو پہاڑ اپنی جگہ سے ہل جائیں گے۔

میں اس مسیح النفس وجود کے پاس سے آرہا ہوں جس کے بارے میں یہ بشارت ہے کہ "وہ اپنے مسیحی نفس سے بہتوں کو بیماریوں سے نجات دے گا" اور وہ کلمۃ اللہ ہے۔ مجھے اس نے یہ بشارت دی ہے کہ میری بیوی کو اب بخار نہیں ہوگا اور پورا واقع سنا دیا۔ چنانچہ وہ لیڈی ڈاکٹر ابا جان کے ہمراہ امی جان کے کمرے میں آئی اور بخار کا چارٹ دیکھا گیا تو پتہ چلا کہ خدا تعالیٰ نے حضرت فضل عمر کے الفاظ کو لفظ بہ لفظ پورا فرمایا اور بخار نارمل پر آنے کا وقت ۹ بجکر ۴۵ منٹ تھا جس وقت کہ وہ فقرات حضور کی زبانِ مبارک سے جاری ہوئے۔ اس عظیم الشان معجزہ کو دیکھ کر وہ لیڈی ڈاکٹر بھی حیران ہو گئی اور اس نے صرف یہ کہا کہ خدا نے آپ کے امام کی دعا سن لی۔

اس طور پر حضرت فضل عمر کی دعا حضرت حافظ سید مختار احمد مختار صاحب کی معرفت اور محترم ابا جان کا توکل و یقین تمام کے تمام حیرت انگیز نشانات ہیں جو حضرت فضل عمر کے اس شعر کی تفسیر بیان کر رہے ہیں ؎

غیر ممکن کو یہ ممکن میں بدل دیتی ہے
اے مرے فلسفیو زورِ دعا دیکھو تو

—— جاری ہے ——

## نصاب وظیفہ نصرت جہاں بیگم

یہ نصاب بی۔اے اور ایم۔اے کی طالبات کے لئے ہے

کل نمبر ۱۰۰

۱۔ قرآن کریم: پارہ عمّ پہلا ربع مع ترجمہ و نوٹ۔ —— (۳۰)

۲۔ حدیث: لجنہ مرکزیہ کا شائع کردہ کتابچہ برائے معیار اول ۱۹۸۹ء (۲۰)

۳۔ حیاۃ طیبہ مرتبہ شیخ عبدالقادر صاحب یا سلسلہ احمدیہ از مرزا بشیر احمد صاحب۔ —— (۲۰)

۴۔ عربی قصیدہ با ترجمہ حفظ مکمل۔ —— (۱۵)

عنوان برائے مضمون

۵۔ لجنہ اماء اللہ کی ابتدائی چودہ ممبرات کے نام اور ان میں سے کسی تین کے حالاتِ زندگی۔ —— (۱۵)

یا

حضرت بانی سلسلہ کا عشقِ رسولؐ

—— ضروری نوٹ ——

یہ وظیفہ ان طالبات کو ملے گا جو آئندہ سال بھی اپنی تعلیم جاری رکھیں گی۔ (سیکرٹری تعلیم لجنہ مرکزیہ)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

قمر داؤد کھوکھر

اصلاح معاشرہ

# آخر یہ سب کچھ کس کے نام پر؟

ہر معاشرہ اپنا ایک فلسفہ حیات رکھتا ہے اور کسی نہ کسی خصوصیت کو اپنے اندر لئے ہوئے ہوتا ہے۔ اور وہی خصوصیت اس معاشرے کی پہچان ہوا کرتی ہے۔ ایک مثالی معاشرہ وہی کہلا سکتا ہے جس میں بسنے والے صداقت شعاری، ایمانداری، پرہیزگاری، شرافت، راست بازی، دیانتداری، خدا خوفی، باہمی رواداری اور احترام آدمیت جیسے محاسن سے رنگین ہوں۔ جس معاشرے میں یہ باتیں مفقود ہو جائیں اور یا ان کے برعکس صورت حال پیدا ہو جائے اور افتراق و انتشار، اختلافات، بدامنی عدم رواداری اور انسانی اقدار کی پائمالی جیسی قباحتیں اس معاشرے میں در آئیں تو وہ معاشرہ زوال پذیر ہو جاتا ہے اور اس معاشرے کے استحکام کی کوئی ضمانت باقی نہیں رہتی نہ ایسا معاشرہ اپنا وجود برقرار رکھ سکتا ہے اور نہ ہی اس معاشرے میں بسنے والا انسان انسان کہلانے کا مستحق ٹھہر سکتا ہے۔

پاکستان میں رہنے والے شہری ایک ایسے معاشرے کی طرف منسوب ہوتے ہیں جس کی بنیاد مذہب کو قرار دیا جاتا ہے یعنی اس معاشرے کی روایات اور اس کی اقدار کی اساس مذہب پر ہے۔ مذہب جو اخلاق کا درس دیتا ہے، جو انسان کو شرفِ انسانیت سے آگاہ کرتا ہے، جو باہمی رواداری اور احترام آدمیت سکھاتا ہے۔ لیکن اس معاشرے کی حالت کیا ہے اس کا اندازہ اسی بات سے بخوبی لگایا جا سکتا ہے اس معاشرے میں ہر ممکنہ برائی پھیل چکی ہے۔ اس کی بنیادی وجہ یہی ہے کہ نہ دلوں میں خوفِ خدا ہے اور نہ حقیقی ایمان۔ اگر ایسا ہوتا تو احترام آدمیت کے جذبات بھی قائم رہتے اور ہر شخص کی جان مال اور آبرو بھی محفوظ رہتی۔

مذہب کے ماننے والے، مذہب کا پرچار کرنے والے مذہب کے نام پر جو آفتیں ڈھا رہے ہیں ان کے کہنے اور لکھنے سے زبان و قلب کانپتے ہیں۔ مذہب جو انسان کو با اخلاق اور باخدا انسان بنانے آیا تھا اس کو آج کے موقع پرستوں نے شرارت اور باہمی عداوت کا مسالہ بنا کر رکھ دیا ہے۔ کہاں وہ عظیم الشان بزرگ ہستیاں جنہوں نے مذہب کی بنیاد ڈالی اور اپنے اخلاق حسنہ کے نمونے دنیا میں قائم کئے اور کہاں آج کے معاشرے میں رہنے والے انسان یا انسانوں کا ایک مخصوص گروہ یا طبقہ۔ جو نہ صرف مذہب کو بدنام کر رہا ہے بلکہ اس کا مذاق بھی اڑا رہا ہے۔ جس طرف بھی نگاہ اٹھا کر دیکھئے لوگوں نے مذہب کے نام پر دکانداری چلا رکھی ہے۔ مذہب نے تو رواداری سکھائی تھی، ہر انسان کی خیر خواہی کا درس دیا تھا، ہر انسان کی جان، مال عزت و آبرو کی حرمت قائم کی تھی لیکن ہمارے ملک میں بسنے والے ایک مخصوص گروہ اور طبقہ کے نزدیک مذہب صرف ان باتوں کے لئے رہ گیا ہے۔

★ دوسروں کا حق تلف کیا جائے۔
★ دوسروں پر جبر و تشدد روا رکھا جائے اور ظلم ڈھایا جائے۔
★ جس طرح ہو سکے مذہب کے نام پر فساد کیا جائے اور خون بہایا جائے۔
★ مذہب کی آڑ میں اپنی روٹی کا سلسلہ چلایا جائے۔
★ مذہب کے نام پر بداخلاقی اور بدچلنی پھیلائی جائے۔
★ مذہب کے نام پر لوگوں کے اموال اور املاک لوٹ لئے جائیں
★ مذہب کا نام لے کر لوگوں کی جانیں مباح قرار دی جائیں۔

یہ مخصوص طبقہ خود تو سب کچھ جانتے ہوئے بھی غفلت کا شکار ہے اور نہ جانے کتنے ہی معصوم عوام الناس کو بھی اپنے قعر مذلت کی طرف لے جا رہا ہے اس کا بنیادی سبب خدا خوفی کا فقدان اور لوگوں کے دلوں سے ایمان حقیقی کا اٹھ جانا ہے ننکانہ صاحب میں جو کچھ ہوا وہ اس بات کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ ارض پاکستان میں بسنے والا ہر شہری اپنے بنیادی حقوق میں یکساں ہے۔ حکومت کی اولین ذمہ داری یہ ہوتی ہے کہ ملک میں بسنے والے ہر شہری کو جان و مال کا تحفظ دے۔ لیکن جہاں تک احمدیوں کا تعلق ہے تو وہ اپنے ان بنیادی حقوق سے محروم ہیں یا محروم کر دیئے گئے ہیں۔ نہ جان کا تحفظ ہے نہ مال کا۔ ہمارے ملک میں بسنے والے لوگوں کی تو یہ ریت ہی بن چکی ہے کہ ظالم کا ساتھ دو اور مظلوم کو ظلم کی چکی میں پیستے چلے جاؤ۔ نہ قانون نافذ کرنے والے اس بات کی کوئی پرواہ کرتے ہیں اور نہ ہی ارباب حل و عقد۔ علم و دانش سے بہرہ مند طبقہ اس کے خلاف کوئی آواز اٹھاتا ہے اور نہ ہی کوئی صحافی یا ادیب اس کے خلاف اپنے قلم کو استعمال کرتا ہے۔

بانی پاکستان قائداعظم کے اقوال کو تو پاکستان کے شہریوں نے بھلایا ہی تھا خدا تعالیٰ کے احکامات کو بھی پس پشت ڈال دیا ہے اور آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب ہونے والوں نے آنحضورؐ کے ارشادات اور فرامین کو بھی بالائے طاق رکھ دیا ہے۔

یہ بے حسی اور بے ضمیری کیا رنگ لائے گی اس پر کچھ کہنے کی ضرورت نہیں ماضی کی عبرتناک مثالوں سے تاریخ کے اوراق بھرے پڑے ہیں۔

عبدالحمید ۔ حلقہ عزیز آباد ۔ کراچی

# کائنات کی تخلیق ایک دانا بینا ہستی نے کی ہے

(۱) دس پیسے لیں اور ان پر چاک سے ایک دو تین دس تک نمبر ڈال کر اور انہیں اچھی طرح ہلا کر جیب میں ڈال لیں اور پھر انہیں یوں نکالنے کی کوشش کریں کہ وہ نمبروار نکلیں۔ پہلے ایک نمبر۔ پھر دو نمبر۔ پھر تین نمبر۔ ہزاروں اور لاکھوں مرتبہ کوشش کرنے کے بعد شائد آپ ایک آدھ مرتبہ نمبروار پیسے نکالنے میں کامیاب ہو سکیں۔ حسن اتفاق پر بھروسہ کرنے سے دس پیسوں کو جیب سے نکالنے کا امکان جب اسقدر کم ہے تو پھر زمین و آسمان کی تمام چیزیں محض اتفاقی طور پر کس طرح نظم اور ترتیب کے ساتھ اپنا کام کر رہی ہیں

(۲) زمین اپنے محور کے گرد ایک ہزار میل فی گھنٹہ کی رفتار سے گھوم رہی ہے۔ اب اگر اس کی رفتار گھٹ کر صرف سنتو میل فی گھنٹہ رہ جائے تو ہمارے دن اور راتیں دس گنا لمبی ہو جائیں گی۔ سورج کی روشنی کے بغیر انسان۔ حیوان۔ نباتات زندہ نہیں رہ سکتے۔ اس کی سطح کا درجہ حرارت ۱۲ ہزار فارن ہیٹ ہے اور ہمارا کرہ ارضی اس سے ٹھیک اتنے فاصلے پر ہے جہاں سے سورج کی نہ ختم ہونے والی آگ سے فقط اس قدر گرمی پہنچتی ہے جتنی کہ ہماری زندگی کے لئے درکار ہے چاند اگر ہم سے اور قریب تر ہوتا تو سمندروں کے پانی کا مدو جزر ہلاکت انگیز صورت اختیار کر لیتا۔ سمندروں میں ہر روز دو مرتبہ جوار بھاٹے کی صورت میں طوفان آیا کرتے جس سے سبھی براعظم دن میں اتنی ہی مرتبہ پانی میں غرق ہو جاتے اور پانی کی لہریں ہمالیہ جیسے پہاڑوں کی چوٹیوں کو بھی بہا کر لے جاتیں۔ زندگی کو ممکن بنانے کا کام کیونکر کسی علیم و بصیر ذات کے بغیر ممکن ہے۔

۳۔ حیوانات کی عقل خالق کے وجود پر گواہی دیتی ہے جس نے ایک بے یار و مددگار مخلوق کو گرد و پیش کے حالات سمجھنے اور اپنے آپ کو ان کے مطابق ڈھالنے کے قابل بنایا۔ بھڑ اور جھینگر کی لڑائی میں بھڑ ہمیشہ غالب آتی ہے وہ جھینگر کو ڈنگ مار کر بے ہوش کر دیتی ہے۔ اور جب اس کے بچے نکلتے ہیں تو وہ جھینگر کو نوچ نوچ کر اس کا گوشت کھاتے ہیں. جھینگر کو صرف بے ہوش کیا اگر وہ مر جاتا تو مردہ جھینگر کھانے سے بھڑ کے بچے مر جاتے۔ چیونٹی جب دانہ اپنے بل میں لے کر جاتی ہے تو اسے معلوم ہوتا ہے کہ یہ مٹی میں اُگ آئے گا اس لئے وہ اس کے درمیان سے دو ٹکڑے کر دیتی ہے اور دھنیے کے چار ٹکڑے۔ کیونکہ یہ آدھا بھی اُگ آتا ہے۔

۴۔ ہم اس کائنات میں اکیلے نہیں ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

"اور آسمانوں اور زمین کی پیدائش اور جو کچھ ان دونوں کے درمیان جانداروں کی قسم سے اس نے پھیلایا ہے اس کے نشانوں میں سے ہے۔ اور جب وہ چاہے گا۔ ان سب کو جمع کرنے پر قادر ہوگا"

پھر فرمایا

"اللہ وہی ہے جس نے سات آسمان پیدا کئے ہیں اور زمینیں بھی آسمانوں کے عدد کے مطابق پیدا کی ہیں۔ ان آسمانوں اور زمینوں کے درمیان اس کا حکم نازل ہوتا رہتا ہے تاکہ تم جان لو کہ اللہ ہر ایک چیز پر قادر ہے"

پھر فرمایا

"آسمانوں اور زمین میں جو کچھ ہے اس کی تسبیح کر رہا ہے اور وہ غالب حکمت والا ہے۔"

حضرت بانی سلسلہ احمدیہ اپنی کتاب اسلامی اصول کی فلاسفی صفحہ ۹۲ پر فرماتے ہیں۔

یعنی آسمان کے لوگ بھی اس کے نام کو پاک سے یاد کرتے ہیں اور زمین کے لوگ بھی اس آیت میں اشارہ فرمایا کہ آسمانی اجرام میں آبادی ہے اور وہ لوگ بھی پابند خدا کی ہدایتوں کے ہیں۔"

باقی صفحہ نمبر ۸ پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

# اطلاعات و اعلانات

## درخواستِ دعا

● خاکسار کے ماموں جان ڈاکٹر منیر احمد خان صاحب ۱۵ اپریل ۱۹۸۹ء کو کار کے ایکسیڈنٹ میں پنڈی سے پشاور جاتے ہوئے زخمی ہو گئے ہیں۔ دو بچوں کو بھی زخم آئے جبکہ ایک صاحبزادے فواد احمد جواد معجزانہ طور پر خراش سے محفوظ رہے۔ جبکہ کار چکنا چور ہو گئی۔ موقع پر ڈاکٹر منیر احمد خان اور عزیزم ناصر احمد نور صاحب بے ہوش تھے۔ اسی اثناء میں افغان ریفیوجیز کی ایمبولنس نے لیڈی ریڈنگ ہسپتال پشاور پہنچانے میں تعاون کیا۔

احباب جماعت کی خدمت میں درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ محض اپنے فضل سے ڈاکٹر صاحب کو صحت کاملہ و عاجلہ سے نوازے۔

سعید احمد خان سہیل
مربی سلسلہ پشاور صدر

● خاکسار کی خوشدامن محترمہ سعیدہ اختر صاحبہ اہلیہ مکرم شیخ صفدر علی صاحب محلہ دارالیمن بعارضہ قلب علیل ہیں اور فضل عمر ہسپتال ربوہ میں ۲۰ اپریل سے داخل ہیں۔ طبیعت بگڑتی پھر سنبھلتی ہے احباب و بزرگان سلسلہ سے محترمہ کی صحت کاملہ و عاجلہ کیلئے دعا کی درخواست ہے۔

محمد عمر فاروق خان
دارالنصر غربی ربوہ

## سانحہ ارتحال

● میری پھوپھو جان محترمہ مریم صدیقہ صاحبہ اہلیہ محمد اقبال صاحب چوہان ۱۶ مارچ بروز جمعرات بقضاءِ الٰہی وفات پا گئیں۔ وہ عرصہ دو سال سے بعارضہ کینسر بیمار تھیں مسلسل علاج کے باوجود جانبر نہ ہو سکیں۔ موصوفہ مکرم ماسٹر محمد نور الٰہی صاحب جنجوعہ سابق ڈرائنگ ماسٹر تعلیم الاسلام ہائی سکول سکول ربوہ کی بیٹی اور چوہدری محمد احسان الٰہی صاحب جنجوعہ ایڈووکیٹ کی بہن تھیں اولاد کی نعمت سے محروم رہیں۔ بیماری کے باوجود بیاں ربوہ میں صدیقہ گرلز ہائی سکول کا اجراء کیا بہت لگن اور جانفشانی سے اس کو بہتر سے بہتر بنانے کیلئے کوشاں رہیں لیکن افسوس کہ زندگی نے ساتھ نہ دیا۔

خاندان حضرت اقدس اور احباب جماعت کی خدمت میں خاص طور پر دُعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ پھوپھو جان کے درجات بلند فرمائے اور پسماندگان کو صبرِ جمیل عطا فرمائے۔

منزہ ولی اہلیہ ولی الرحمان سنوری
حدیقۃ المبشرین۔

● خاکسار کی والدہ محترمہ ممتاز بیگم صاحبہ زوجہ مکرم چوہدری منظور احمد صدر جماعت احمدیہ شیخ پور مورخہ ۱۵ ۴ ۸۹ بروز ہفتہ بوقت ۱۰ بجے ۵۵ سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پا گئیں آپ عرصہ چار سال سے مسلسل بیمار تھیں۔ علاج کی بہت کوششیں کی گئیں لیکن جو خدا کو منظور تھا وہی ہوا۔

بلانے والا ہے سب سے پیارا
اسی پہ اے دل تو جاں فدا کر

احباب جماعت سے درخواست دعا ہے کہ خدا تعالیٰ ہم سب بہن بھائیوں کو صبر جمیل عطا فرمائے اور والدہ محترمہ کے درجات بلند فرمائے۔

چوہدری افتخار احمد سابق قائد ضلع گجرات۔

● محترمہ سعیدہ بیگم صاحبہ زوجہ مکرم میجر ریٹائرڈ عبدالرشید صاحب ناظم آباد کراچی بعمر ۵۹ سال ایک طویل علالت کے بعد ۲۳ مارچ ۱۹۸۹ء کو انتقال کر گئیں۔ محترمہ حضرت ڈپٹی محمد حسین صاحب رفیق بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کی بہو اور محترم مولوی عبدالمجید صاحب صدر حلقہ مارٹن روڈ کی خواہر نسبتی تھیں۔ موصوفہ نے اپنے پیچھے تین بیٹے میجر عبداللطیف، ڈاکٹر عبدالقدیر آئی سپیشلسٹ، بینک منیجر عارف رشید اور دو صاحبزادیاں چھوڑی ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کے درجات کو بلند فرمائے اور اپنے قرب میں جگہ دے۔

● قادیان سے یہ افسوسناک اطلاع ملی ہے کہ مکرم چوہدری محمد احمد خاں صاحب درویش ۲۴ اپریل کی درمیانی شب قریباً پچھتر سال کی عمر میں وفات پا گئے۔ آپ محترم مولانا عبدالرحمٰن صاحب جٹ سابق امیر و ناظر اعلیٰ قادیان کے سمدھی تھے اور ابتدائی درویشوں میں سے تھے اور ایک لمبا عرصہ زمانہ درویشی گزار کر اللہ کو پیارے ہو گئے۔ اور بہشتی مقبرہ قادیان میں مدفون ہوئے۔ وہ میرے داماد عزیزم رانا بشیر احمد ناصر مقیم کینیڈا کے والد تھے۔

(چوہدری نذیر احمد سیالکوٹی
واقف زندگی۔ دارالصدر جنوبی۔ ربوہ)

## برائے موصیان کرام

دفتر بہشتی مقبرہ سے خط و کتابت کرتے وقت یا مقامی جماعت میں چندہ حصہ آمد یا حصہ جائداد جمع کراتے وقت اپنے نام ولدیت اور زوجیت کے ساتھ اپنا وصیت نمبر ضرور لکھا کریں۔ اسی طرح جب پتہ تبدیل ہو تو دفتر وصیت کو فوری طور پر نئے پتہ سے آگاہ کریں۔

(سیکرٹری مجلس کارپرداز)

حبیب الرحمن زیروی

# رمضان میں

## بچوں کی اس عمر سے استفادہ کس طرح کیا جائے

رمضان المبارک روحانی تربیت اور نیکیوں کی عادت ڈالنے اور ٹریننگ دینے کا مہینہ ہے۔ جو خدا تعالیٰ نے اپنے فضل سے خود مہیا فرمایا ہے بچوں کی ابتدائی عمر سیکھنے اور اخذ کرنے کی عمر ہوتی ہے۔ رمضان میں بچوں کی اس عمر سے کس طرح استفادہ کیا جا سکتا ہے اس سلسلہ میں سیدنا حضرت مرزا طاہر احمد صاحب امام جماعت احمدیہ کے خطبات جمعہ میں سے چند اقتباس ملاحظہ ہوں:۔

حضور فرماتے ہیں:۔

۱۔ "نئی نسلوں کو خصوصیت سے روزوں کی عادت ڈالیں۔ بچوں کو بھی ایک دو روزے رکھوا کر مشق کروائیں"۔
خطبہ جمعہ ۱۵ اپریل ۱۹۸۸ء

۲۔ "رمضان المبارک اور تہجد کا بڑا گہرا تعلق ہے۔ تہجد سے خالی روزے ادھورے اور بے معنی ہیں۔ رمضان المبارک میں بچوں کو خصوصیت سے تہجد کی تلقین کریں خواہ گیارہ رکعات کی بجائے تھوڑی پڑھیں۔ مگر پڑھیں ضرور"۔
(خطبہ جمعہ ۲۲ اپریل ۱۹۸۸ء)

۳۔ "رمضان المبارک میں بچوں کو زیادہ سے زیادہ قرآن حفظ کروایا جائے۔ بچوں کو کم از کم اتنی تو مختلف سورتیں یاد کروائیں کہ وہ نماز میں مختلف سورتیں بدل بدل کر پڑھ سکیں کیونکہ تنوع سے ذہن بیدار رہتا ہے"۔ (ایضاً)

۴۔ "رمضان المبارک ملاقات کرنے اور ہمدردی سکھانے کا مہینہ ہے۔ بچوں کے دل میں غریبوں سے ہمدردی کے جذبات پیدا کریں اور صدقات کی طرف متوجہ کریں"۔
(ایضاً)

۵۔ "رمضان میں صرف روزے رکھنا کام نہیں بلکہ اچھی عادت ڈالنے اور بری عادت سے بچانے کی ٹریننگ دینے کا بہت اچھا موقع ہے۔ بچوں کی اس عمر سے آپ استفادہ کریں کیونکہ اچھی عادت کی بنیادیں ہی بچپن میں ہی پڑتی ہیں"۔ (ایضاً)

۶۔ "بچوں کی اس پہلو سے تربیت کریں اور ان کو رمضان سے یہ سلیق بھی سیکھنا چاہیئے کہ وہ خدا کی راہ میں کچھ نہ کچھ خرچ کریں۔ صرف اپنی طرف سے ادا نہ کریں۔ بلکہ بچوں کو دے کر ان سے کہیں کہ وہ غرباء کی خاطر خدا کی راہ میں اپنا مال خرچ کریں"۔
(خطبہ جمعہ ۱۳ مئی ۱۹۸۸ء)

خدا کرے کہ اطفال احمدیت اس رمضان سے بھرپور فائدہ اٹھائیں اور اپنی دعاؤں کے ذریعہ اس رمضان کو فیصلہ کن رمضان بنا دیں۔

**غریبوں کی خدمت کرو نہ خود پسندی سے اُن پر تکبر**

Digitized by Khilafat Library Rabwah

شیخ مظفر احمد صاحب شرما

# کھیلیں / باکسنگ

طاقت مہارت، پھرتی اور ذہانت کا کھیل باکسنگ جو دنیا کا ایک مقبول ترین کھیل ہے گزشتہ عرصہ کے دوران باکسنگ نے شوق کی بجائے جنون کی شکل اختیار کر لی ہے۔ اور یہ جنون مزید پھیل رہا ہے۔

باکسنگ برسوں پرانا کھیل ہے لیکن برسوں پہلے آج کی طرح نہ باکسنگ رنگ تھا اور نہ ہی مکّوں پر دستانے ہوتے تھے بس دو باکسر ایک چوکور پتھر پر آمنے سامنے بیٹھ جاتے تھے اور مقابلے کا اشارہ ملتے ہی ایک دوسرے پر مکّوں کی بارش کر دیتے تھے اور یہ مقابلہ اس وقت تک ختم نہ ہوتا جب تک دونوں مقابلہ کرنے والوں میں سے کوئی باکسر نڈھال ہو کر گر نہ جاتا اس پر بس نہ تھی بلکہ فتح حاصل کرنے والا باکسر ہارنے والے کو ایک ڈنڈے سے جسکا سر آگے سے موٹا ہوتا تھا۔ مار مار کر ہلاک کر دیتا تھا۔ باکسنگ قدیم یونانیوں کا پسندیدہ مشغلہ تھا۔ لیکن رومیوں نے اس کھیل میں ظلم اور بربریت کو داخل کر دیا۔ وہ مکّوں پر کیل لگے دستانے استعمال کرنے لگے۔ ان کے کھیل میں مقابل کی آنکھیں نکال دینا ایک دوسرے کو اٹھا کر زمین پر پٹخ دینا اور کشتی کی طرح کے داؤ پیچ استعمال ہوتے تھے۔ ایک عرصہ تک باکسنگ اسی طرح کھیلی جاتی رہی۔

آخر ۱۷۴۳ء میں باکسنگ کی دنیا کے ایک عظیم باکسر جیک براٹن نے باکسنگ کے قوانین بنا کر اس کھیل کو مہذب بنانے کی کوشش کی۔ پھر بعد میں ان قوانین میں کچھ ترامیم کر کے "لندن پرائز رنگ رولز" کا نام دیا گیا۔ ان قوانین کے تحت باکسر کو چاک سے نشان کئے ہوئے حصہ (رنگ) میں رہ کر لڑنا ہوتا تھا۔ اور رنگ میں ایک ریفری اور رنگ سے باہر جج (منصفین) کی موجودگی کو لازمی قرار دیا گیا۔ علاوہ ازیں مقابلہ کے دوران کوئی باکسر گر جائے تو جب تک وہ دوبارہ کھڑا نہ ہو جائے۔ اسوقت تک دوسرے باکسر کو حملہ کرنے سے روک دیا گیا لیکن باکسنگ کو اسوقت زیادہ محفوظ تصور کیا گیا جب کوئنزبری کے نواب نے لندن پرائز رنگ رولز میں کچھ نئے قوانین شامل کئے۔ ان قوانین میں باکسر کے لئے دستانوں کا استعمال لازمی قرار دیا گیا۔ مقابلہ کے دوران کسی باکسر کے گرنے کی صورت میں دس سیکنڈ تک گنتی۔ تین منٹ کا ایک راؤنڈ اور ہر راؤنڈ کے درمیان ایک منٹ کا وقفہ ضروری قرار دیا گیا۔ آج کی باکسنگ بھی کوئنزبری کے قوانین کے تحت کھیلی جاتی ہے۔ کسی تنظیم یا ادارے کے بغیر بھی باکسنگ کے عالمی ہیوی ویٹ چیمپین شپ کے مقابلے منعقد کئے جاتے تھے۔ اس طرح ۱۸۸۲ء میں عظیم امریکی باکسر جان ایل سلیون نے دنیا کا پہلا عالمی ہیوی ویٹ چیمپئن ہونے کا اعزاز حاصل کیا۔ اور پھر ۱۸۹۲ء میں ایک باکسر جم کوربیٹ نے سلیون پر اپنی برتری ثابت کر کے عالمی ہیوی ویٹ چیمپئن کا اعزاز حاصل کر لیا۔

باکسنگ کے فروغ کے لئے جان ایل سلیون کی خدمات کو ہمیشہ یاد رکھا جائے گا جس کی بدولت باکسنگ آج دنیا کا مقبول ترین کھیل ہے۔ سلیون نے پورے امریکہ کا دورہ کیا اور باکسنگ کے مقابلے کئے۔ کوئنزبری قوانین کے تحت باکسنگ کو متعارف کرایا۔ جان ایل سلیون نے اسی ضمن میں ایک باکسر جیک کلرین کے خلاف ۱۸۸۹ء میں ۷۵ راؤنڈ کا ایک طویل مقابلہ کیا اور جیت لیا۔ لیکن انتظامیہ نے ان دونوں باکسروں کے خلاف دنگا فساد کرنے اور غیر قانونی مجمع لگانے کا الزام لگاتے ہوئے گرفتار کر لیا اس طرح جیک کلرین کو قلیل مدت کے لئے قید کر دیا گیا اور جان ایل سلیون کو ایک سال کی سزا دی گئی جو بعد میں ایک ہزار ڈالر جرمانے میں تبدیل کر دی گئی۔

ورلڈ باکسنگ ایسوسی ایشن ۱۹۲۰ء میں قائم کی گئی اور ۱۹۶۳ء میں ایک متوازی تنظیم ورلڈ باکسنگ کونسل کے نام سے بنی جسے ۱۹۸۳ء کے بعد انٹرنیشنل باکسنگ فیڈریشن کا نام دیا گیا۔ باکسنگ کی یہ دونوں عالمی تنظیمیں گیارہ مختلف اوزان کی درجہ بندیوں کے مقابلوں کی منظوری دیتی ہیں اسی وجہ سے ایک وقت میں دو باکسر عالمی چیمپئن کہلاتے ہیں۔ لیکن بعض دفعہ دونوں تنظیموں کے تسلیم شدہ دونوں عالمی چیمپئنز ایک دوسرے سے مقابلہ کرتے ہیں اور فتح حاصل کرنے والا باکسر غیر متنازعہ عالمی چیمپئن کا اعزاز حاصل کر لیتا ہے۔

اس وقت انٹرنیشنل باکسنگ فیڈریشن کے عالمی ہیوی ویٹ چیمپئن مائک ٹائسن ہیں اور ورلڈ باکسنگ ایسوسی ایشن کے عالمی ہیوی ویٹ چیمپئن ٹم ویدراسپون ہیں مائک ٹائسن کو اب تک باکسنگ کی تاریخ میں کم عمر ترین ہیوی ویٹ چیمپئن ہونے کا اعزاز حاصل ہے۔ یکم جولائی ۱۹۸۸ء کو مائک ٹائسن نے ریٹائرمنٹ کا اعلان کر دیا تھا۔ یہ اعزاز انہوں نے ۲۳ نومبر ۱۹۸۶ء کو بیس سال کی عمر میں باکسر ٹریور بربک کو شکست دے کر حاصل کیا۔

آج جبکہ سائنس اپنے کرشمے دکھا رہی ہے۔ انتہائی ترقی یافتہ زمانہ ہے۔ فنی باریکیوں خوراک کا استعمال پرہیز۔ زبردست تربیت۔ حاضر دماغی۔ ذہانت۔ مہارت اور پھرتی کی وجہ سے باکسنگ بھی سائنٹیفک ہو گئی ہے لیکن دو باکسروں کا آپس میں مقابلہ کرنے کا مقصد آج بھی یہی ہے کہ ریفری اور منصفین یا منتظمین کے فراہم کردہ پوائنٹس کی بنیاد پر اپنی حاضر دماغی مہارت اور بہترین مکہ بازی سے اپنے مقابل کے حملوں کا موثر دفاع کیا جائے اور اسے اتنا مارا جائے کہ اس میں مقابلہ کرنے کی سکت باقی نہ رہے اور اس طرح مقابلہ جیت لیا جائے۔

## میٹرک کا امتحان دینے والے طلباء متوجہ ہوں

۱۔ ایسے احمدی طلباء جو میٹرک کا امتحان دے چکے ہیں اور وہ زندگی وقف کر کے جامعہ احمدیہ میں اعلیٰ دینی تعلیم کے حصول کے خواہش مند ہیں وہ میٹرک کے امتحان کے نتیجہ کا انتظار نہ کریں بلکہ فوری طور پر اپنی درخواست مقامی جماعت کے امیر/صدر صاحب کی معرفت وکالت دیوان تحریک جدید ربوہ کو بھجوا دیں تاکہ انٹرویو سے پہلے ان کے ضروری کوائف مکمل کئے جا سکیں۔

۲۔ جامعہ احمدیہ میں داخلہ کے لئے انٹرویو میٹرک کے نتیجہ کے بعد ہوگا۔ جس کا اعلان عنقریب اخبار الفضل میں کر دیا جائے گا۔

۳۔ داخلہ کیلئے درخواست دہندگان میٹرک کا نتیجہ نکلنے کے فوراً بعد اپنے نتیجہ امتحان کی بھی اطلاع دیں۔

وکیل الدیوان تحریک جدید ربوہ

AL-FURQAN MOTORS LIMITED
AUTHORISED DEALERS OF NATIONAL MOTORS
for Ganuine TOYOTA Parts LTD

ٹویوٹا
گاڑیوں کے ہر قسم کے اصلی پرزہ جات درج ذیل پتہ پر حاصل کریں۔
الفرقان موٹرز لمیٹڈ
۴۷۔ تبت سنٹر ایم اے جناح روڈ کراچی ۳
فون: ۷۲۴۶۰۶، ۷۲۴۶۰۷، ۷۲۴۶۰۹

Digitized by Khilafat Library Rabwah

# ایک ہونہار احمدی نوجوان کی کامیابیاں

امریکہ سے شائع ہونے والے اخبار نیوز بیکن کی ۲۱ اپریل ۱۹۸۸ء کی اشاعت میں یہ بتایا گیا ہے کہ جماعت احمدیہ امریکہ کے ہونہار نوجوان منیب زیروی نے پچھلے تین سال مسلسل امریکن کمپیوٹر سائنس لیگ کے مقابلے میں اوّل پوزیشن حاصل کی ہے۔

عزیزم مکرم منیب زیروی صاحب مکرم ڈاکٹر کریم اللہ صاحب زیروی آف فیرلان نیوجرسی کے بیٹے اور مکرم صوفی خدابخش صاحب عبد زیروی کے پوتے ہیں۔

منیب زیروی امریکہ کی نیوجرسی سٹیٹ کے فیرلان ہائی سکول کے طالب علم ہیں۔ انہوں نے ۱۲ سال کی عمر میں جبکہ وہ آٹھویں گریڈ کے طالب علم تھے ایک ایسے مقابلے میں جس میں جونیئرز کے علاوہ سینیئر طلباء بھی حصہ لیتے ہیں۔ ریاضی کے مضمون میں اپنی حیرت ناک صلاحیت کا لوہا منوا کر جان ہاپکن ایوارڈ حاصل کیا۔

انہوں نے اپنے ایک سکول کے ساتھی کے ساتھ مل کر مثلثوں کے بارے میں ایک جیومیٹری کی نئی تھیورم معلوم کر کے ایک ہزار ڈالر کا انعام جیتا۔ وہ یہ رقم اس سامان کو خریدنے کے لئے استعمال کر رہے ہیں جو کہ انہیں اس "روبوٹ" کے لئے درکار ہے جو وہ خود بنا رہے ہیں۔

اس سے پہلے جوزف۔ ڈبلیو۔ آنڈرشکو ریاضی مقابلے میں جو کہ سٹین ہال یونیورسٹی کے زیر انتظام کروائے جاتے ہیں ان کی سکول کی ٹیم نے یہ مقابلہ جیت لیا منیب اس ٹیم کے ممبر تھے اور انہوں نے اس مقابلے میں دوسری پوزیشن حاصل کی۔

ان کو ریسرچ سائنس انسٹی ٹیوٹ پروگرام کے لئے بھی منتخب کیا گیا۔ جس پر نیوجرسی سٹیٹ کے گورنر نے انہیں تہنیتی خط لکھا اور مبارکباد دی۔

۱۹۸۸ء میں امریکہ کے قومی کیمسٹری اولمپیاڈ میں حصہ لینے کے لئے ان کا انتخاب ہوا۔ اور امریکن کیمیکل سوسائٹی کے پریذیڈنٹ کی طرف سے ان کو ایوارڈ سرٹیفکیٹ دیا گیا۔

۱۹۸۸ء میں ہی منیب نے ریاضی۔ سائنس اور انجنیئرنگ میں رجحان (APTITUDE) کے نیشنل لیول کے مقابلہ میں حصہ لیا اور غیر معمولی تعلیمی کامیابی کا ایوارڈ حاصل کیا فیرلے ڈکنسن یونیورسٹی میں ہونے والے کمپیوٹر مقابلے میں بھی مسلسل ۴ سال تک منیب اپنے سکول کی ٹیم میں شامل ہو کر اپنے سکول کے لئے پہلی پوزیشن حاصل کرتا رہا اس پر انہیں ۲۰۰ ڈالر انعام دیا گیا۔

منیب کو امید ہے کہ وہ ایک دن ایسا کمپیوٹر تیار کرنے کے قابل ہو گا جس کے ذریعے مصنوعی ذہانت کے میدان میں وہ کوئی کارہائے نمایاں سرانجام دے سکے۔

ہر سال امریکن کیمیکل سوسائٹی ایک بین الاقوامی کیمسٹری اولیمپیاڈ میں حصہ لینے کے لئے چار طلباء کا انتخاب کرتی ہے جو کہ ہلنسکی میں اس مقابلہ میں امریکہ کی نمائندگی کرتے ہیں۔

منیب زیروی جو کہ فیرلان ہائی سکول کا طالب علم ہے اس مقابلے میں طلائی انعام حاصل کرنے کی امید رکھتا ہے اور اس کی ان کامیابیوں کی وجہ سے جو وہ اب تک حاصل کر چکا ہے۔ امید کی جاتی ہے کہ وہ اس میں ضرور کامیاب ہو گا۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ موصوف کو ہر میدان میں بڑھ چڑھ کر کامیابیاں عطا ہوں اور عزیز موصوف اپنے ملک اور احمدیت کا نام روشن کرتا رہے۔

---

ریفریجریٹرز
ایئر کنڈیشنرز
اور ڈیپ فریزرز کی
مرمت گارنٹی کیساتھ کیجاتی ہے۔
الشفیق ریفریجریشن سروس
کالج روڈ فون ۴۹۲
بالمقابل جامعہ احمدیہ

پتھری گردہ کورس
KIDNY STONE COURSE
۴۰ روزہ کورس قیمت -/۱۵۰ لٹریچر -/۳ کے ڈاک ٹکٹ بھجوا کر منگوائیں
کیور ٹو میڈیسن کمپنی رجسٹرڈ ربوہ فون: سیلز: ۷۷۱ کلینک: ۶۰۶ رہائش ڈاکٹر: ۶۰۷

# خبریں

★ وزیراعظم محترمہ بے نظیر بھٹو نے کہا ہے کہ ہماری طاقت عوام ہیں ہم لاٹھی گولی سے حکومت نہیں کریں گے۔ انہوں نے بہاولنگر میں پیپلز ورکس پروگرام کے تحت ایک سڑک کی تعمیر کا افتتاح کرتے ہوئے کہا کہ ہم حقائق عوام سے نہیں چھپائیں گے۔ آئندہ کوئی پُرتعیش سرکاری عمارت تعمیر نہیں ہو گی۔ ذاتی استعمال کے لئے طیارے بھی نہیں خریدے جائیں گے۔

★ افغانستان کے صدر ڈاکٹر نجیب اللہ نے کہا ہے کہ جلال آباد میں منہ کی کھانے کے بعد اب باغی نیا محاذ کھولنے کا منصوبہ بنا رہے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ جلال آباد میں باغیوں اور غیر ملکی مداخلت کاروں کو جو شکست ہوئی ہے وہ دراصل پاکستان کی مسلح افواج کی شکست ہے۔

★ جاپان ۱۹۹۰ء میں جدید اسلحہ بیچنے والا امریکہ اور روس کے بعد سب سے بڑا ملک بن جائے گا۔

★ منشیات کے کنٹرول بورڈ کے جاری کردہ اعداد و شمار کے مطابق منشیات کے عادی افراد کی تعداد خوفناک حد تک بڑھی ہے۔ چند سال قبل یہ تعداد ہزاروں میں تھی جبکہ اب یہ تعداد لاکھوں میں ہے۔

★ حکومت یکم مئی کو مزدوروں کی تنخواہوں میں مہنگائی الاؤنس کا فائدہ دے کر ۲۵ فیصد اضافہ کرنے پر غور کر رہی ہے۔ نیز آئندہ بجٹ میں جو ٹیکس لگائے جائیں گے ان کا اثر غریب صارفین پر نہیں پڑے گا۔

★ پاکستان واپڈا ہائیڈرو الیکٹرک زونل لیبر یونین کے راہنما محمد شفیع نے دھمکی دی ہے کہ اگر واپڈا ملازمین کے مطالبات تسلیم نہ کئے گئے تو تربیلا ڈیم سے ملک بھر میں بجلی کی سپلائی بند کر دی جائیگی۔

> حیاتِ روحانی صرف متابعت رسول کریمؐ سے ملتی ہے۔
> (حضرت اقدس بانی سلسلہ احمدیہ)

عید سعید کے مبارک موقع پر
بچوں کے کھلونے۔ کھیلوں کا سامان۔ فینسی چوڑیاں آرٹیفیشل جیولری اور دیگر ضروریاتِ زندگی سستے داموں دستیاب ہیں۔
شاہد شاپنگ سنٹر افضل مارکیٹ
گولبازار۔ ربوہ (دوکان گلی کے اندر ہے)

## تحریک جدید کے دفتر اوّل کے مجاہدین یا ان کے لواحقین متوجہ ہوں

تحریک جدید کے دفتر اوّل کے تمام مجاہدین یا ان کے لواحقین سے درخواست ہے کہ وہ سیدنا حضرت امام جماعت احمدیہ ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ارشاد کے تحت اپنے یا اپنے بزرگوں کے بند کھاتہ جات بحال کروائیں۔ اس ضمن میں دفتر ہذا سے خط و کتابت کر کے ہمیں ان مجاہدین کے پتہ جات سے مطلع فرمائیں۔

وکیل المال اوّل تحریک جدید

## اعلان تعطیل

مورخہ یکم مئی ۱۹۸۹ء بروز سوموار دفتر الفضل میں یوم مئی کے سلسلے میں تعطیل ہو گی۔ لہٰذا یکم مئی کا پرچہ شائع نہیں ہو گا۔ قارئین کرام اور ایجنٹ حضرات نوٹ فرمالیں۔

(مینیجر)

**بقیہ: کائنات کی تخلیق**

حضور ایک اور جگہ فرماتے ہیں۔

ہمارا یہ عقیدہ نہیں۔ ہم یہ نہیں کہتے کہ اس آسمان اور زمین کے سوا اور کوئی سلسلہ ہی نہیں بلکہ ہمارا خدا کہتا ہے کہ وہ رب العالمین ہے اور یہ کہ جہاں جہاں کوئی آبادی ہے وہاں وہاں اُس نے رسول بھیجے ہیں۔ عدم علم سے عدم شئے لازم نہیں آتی جس خدا نے اس چھوٹی سی زمین کے واسطے اتنا وسیع سامان پیدا کیا اُس نے کیوں دوسری تمام آبادیوں کے واسطے سامان نہ پیدا کئے ہوں گے۔ وہ سب کا یکساں رب ہے اور سب کی ضرورتوں سے واقف

(ملفوظات جلد دہم صفحہ ۲۵۳)